Regd. S. No 1611

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۶۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۱؍

ہفتہ

۸؍ جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر:۔ عبد القادر بی۔ اے

جلد ۷ | ۱۳ تبلیغ ۱۳۳۳ھش ۱۳ فروری ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۵

اس سال کے ختم ہونے سے پہلے پہلے لوگوں کو سستے داموں اور وافر مقدار میں کپڑا ملنا شروع ہو جائیگا

کراچی ۱۲ فروری۔ اس امید کا اظہار کیا گیا ہے کہ اس سال کے ختم ہونے سے پہلے پہلے لوگوں کو سستے داموں اور وافر مقدار میں کپڑا ملنا شروع ہو جائے گا۔ اس وقت ملک بھر میں کپڑا بننے کے ۶۸ کارخانے کام کر رہے ہیں اور سال کے آخر تک دس اور کارخانے کام شروع کر دیں گے۔ کپڑے کی صنعت میں اب تک ۴۰ کروڑ روپے کا سرمایہ لگ چکا ہے۔ علاوہ ازیں مزید بارہ کروڑ روپے کی مشینوں کی درآمد کے لئے لائسنس جاری کر دیئے گئے ہیں۔ کراچی کے قریب آدم جی کاٹن ملز نے بھی کام شروع کر دیا ہے اس وقت اس میں دو شفٹوں میں کام ہو رہا ہے کام کی زیادتی کے پیش نظر عنقریب تین شفٹیں کر دی جائیں گی۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۹ فروری (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کو کھانسی کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

روس ایک اور ہلاکت خیز ہتھیار ایجاد کرنے میں کامیاب ہو گیا

اسکی مدد سے ایک وسیع علاقے میں ہر قسم کی نباتات اور حیوانات کو پتھروں کی طرح منجمد بنایا جا سکتا ہے

لنڈن ۱۲ فروری۔ برطانیہ کے مشہور رسالے "اینٹیلجنس ڈائجسٹ" نے جس کا دعوی ہے کہ اس کے ایجنٹ روسی علاقے میں بھی موجود ہیں۔ اپنی ایک حالیہ اشاعت میں لکھا ہے کہ روس نے ایک نئے ہلاکت خیز ہتھیار کا کامیاب تجربہ کیا ہے جس کی مدد سے وسیع علاقوں میں تمام جانداروں اور چیزوں کو پتھر کی طرح منجمد بنایا جا سکتا ہے۔ جریدہ مذکورہ نے لکھا ہے کہ اس نئے ہتھیار کا تجربہ گزشتہ ستمبر میں وسطی ایشیا میں جھیل بلخش کے گردونواح میں کیا گیا تھا۔ یہ ہتھیار جٹ طیاروں کے ذریعہ اس علاقے میں پہنچایا گیا۔ رسالے کی اطلاع کے مطابق یہ طیارے کوئی چیز چھڑک رہے تھے۔ جس کی وجہ سے اچانک اس بلا کی سردی نمودار ہوئی۔ جس نے ہر قسم کی نباتات کو ختم کر کے رکھ دیا۔ اور ہر جاندار کالعدم ہو کر رہ گیا۔ حتی کہ وہ جانور بھی زندہ نہ رہ سکے جنہیں خاص طریقوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس نئے ہتھیار کا تجربہ ۲۸-۲۹ اور ۳۰ ستمبر ۱۹۵۳ء کو کیا گیا تھا۔ اس علاقے پر متعدد ہوائی جہازوں نے پرواز کی۔ وہ قریباً ۲ ہزار فٹ کی بلندی پر اڑ رہے تھے۔ اطلاع دینے والے عینی شاہد کا بیان ہے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہوائی جہاز کوئی چیز فضا میں چھڑک رہے ہیں۔ جس کے بعد تمام علاقہ کرہ زمہریر میں تبدیل ہو کر رہ گیا۔ یہ کیفیت آدھ گھنٹے تک جاری رہی تمام نباتات پتھروں اور کنکروں کی مانند نظر آنے لگی۔ اور درخت چٹخ چٹخ کر گرنے لگے۔ اور زمین کی مٹی بھی پتھروں کی طرح جم گئی۔

عالمی کشیدگی دور کرنے کیلئے ایک اور خفیہ اجلاس کا انعقاد

چاروں وزراء خارجہ آسٹریا کے مسئلے پر آج تیسرے پہر غور کریں گے۔

برلن ۱۲ فروری۔ کل رات یہاں چاروں وزراء خارجہ کا ایک اور خفیہ اجلاس منعقد ہوا جس میں عالمی کشیدگی دور کرنے کے متعلق چین سمیت پانچ طاقتی کانفرنس منعقد کرنے کے بارے میں روسی وزیر خارجہ مسٹر مولوٹف کی تجویز پر غور کیا گیا اسی سلسلے میں آج صبح بھی ایک خفیہ اجلاس ہوگا۔ بعد کی اطلاع مظہر ہے کہ وزراء خارجہ آسٹریا کے مسئلے پر آج تیسرے پہر بحث کریں گے جس میں آسٹریا کے وزیر اعظم کی پیش کردہ رپورٹ بھی زیر غور آئے گی۔

سوڈانی پارلیمنٹ کی رسم افتتاح

جنرل نجیب بھی شرکت کرینگے

قاہرہ ۱۲ فروری۔ مصر کے وزیر اعظم جنرل نجیب سوڈانی پارلیمنٹ کی رسم افتتاح میں شرکت کرنے کے لئے آئندہ ماہ سوڈان جائیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ کے وزیر اعظم سر ونسٹن چرچل پاکستان اور تمام عرب ممالک کے نمائندوں کو بھی اس تقریب میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

ایورسٹ کو سر کرنے والی برطانوی جماعت کا اعزاز

واشنگٹن ۱۲ فروری۔ کل امریکہ کے صدر مسٹر آئزن ہاور نے ماؤنٹ ایورسٹ کو سر کرنے والی برطانوی کوہ پیما جماعت کے لیڈر کرنل ہنٹ کو قومی جغرافیائی سوسائٹی کا ہبرڈ تمغہ عطا کیا یہ پہلا موقعہ ہے کہ یہ تمغہ کسی ایک فرد کی بجائے پوری پارٹی کو دیا گیا ہے۔

ایشیائی وزراء اعظم کی مجوزہ کانفرنس کے لئے واضح ایجنڈا مرتب کرنیکا مطالبہ

رنگون ۱۲ فروری۔ برما کے وزیر اعظم نے سیلون کے وزیر اعظم کو ایک مراسلہ بھیجا ہے۔ جس میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ ایشیائی وزراء اعظم کی مجوزہ کانفرنس کے لئے ایک واضح ایجنڈا مرتب کیا جائے۔ یہ کانفرنس اپریل میں ہو رہی ہے۔

جنرل نجیب کو مدعو کرنے کی تجویز مسترد کر دی گئی

لنڈن ۱۲ فروری۔ برطانیہ کے وزیر اعظم سر ونسٹن چرچل نے کل دارالعوام میں ایک لیبر ممبر کی یہ تجویز مسترد کر دی کہ انخلاء سویز کے متعلق برطانوی مصری مذاکرات کے سلسلے میں جنرل نجیب کو لنڈن آنے کی دعوت دی جائے۔ مسٹر چرچل نے کہا میرے خیال میں اس تجویز پر عمل کرنے میں تصفیہ کی بات چیت میں کوئی مدد نہیں ملے گی۔

سر آغا خاں کا عزم قاہرہ

کراچی ۱۲ فروری۔ سر آغا خاں اپنی پلاٹینم جوبلی کی تقریبات کے سلسلے میں یہاں دس روز قیام کرنے کے بعد کل رات ہوائی جہاز کے ذریعہ قاہرہ روانہ ہو گئے۔ بیگم آغا خاں بھی ان کے ہمراہ تھیں۔

کینیا اور کمبوڈیا میں عام بھرتی شروع ہو گئی

لنڈن ۱۲ فروری۔ مشرقی افریقہ کی برطانوی نو آبادی کینیا میں ۱۸ سے ۴۵ سال عمر کے تمام یورپینوں کو اپنے نام رجسٹر کرانے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ ضرورت پڑنے پر انہیں ماؤ ماؤ دہشت پسندوں کے خلاف استعمال کیا جائے۔ ہند چینی سے خبر آئی ہے کہ وہاں ویت منہ کمیونسٹوں کی شدت کی وجہ سے کمبوڈیا کے علاقہ میں عام اور جبری بھرتی شروع ہو گئی ہے۔

مصر میں لوہے اور فولاد کے کارخانے قائم کرنیکی تجویز

قاہرہ ۱۲ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ مصر نے ایک جرمن فرم کو مصر میں لوہے اور فولاد کے کارخانے قائم کرنے کا ٹھیکہ دیا ہے۔ یہ کارخانے قریباً ڈیڑھ کروڑ پونڈ کے سرمایہ سے قائم کئے جائیں گے۔ اور ان میں ہر سال ۲ لاکھ ۲۰ ہزار ٹن ریل کی پٹڑیاں فولادی چادریں اور دوسرا سامان تیار ہوگا۔

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کی

روزنامہ المصلح کراچی

مورخہ ۱۳ر تبلیغ ۱۳۳۴ھ

مسلمانوں کے تنزل کی وجہ

ایک مقامی سہ روزہ معاصر اپنے افتتاحیہ میں لکھتا ہے۔

"ہز رائل ہائی نس پرنس آغا خاں نے اپنی پلاٹینم جوبلی کے موقعہ پر ڈان کے لئے اس کی فرمائش پر ایک مضمون لکھا "میں نے زندگی میں یہ سیکھا" اس عنوان کے ساتھ ڈان نے اس کی اشاعت کی۔ بڑا دلچسپ مضمون ہے اور خوب لکھا ہے۔ اس مضمون میں ہز ہائی نس نے مسلمانوں کے تنزل کا سبب یہ بتایا ہے کہ انہوں نے فطرت کے مظاہر اور طاقتوں کی طرف سے توجہ ہٹالی اور یونانی فلسفے کے چکر میں پڑ گئے۔ انہوں نے فطرت کی تسخیر کے لئے جدوجہد نہیں کی۔ جس کا قرآن میں متواتر تقاضا ہے۔ اور اسی تسخیر فطرت کو ہز ہائی نس نے قرآن کی بنیادی تعلیم قرار دیا۔ بالآخر انہوں نے فرمایا کہ اب ہماری چند آزاد حکومتوں کا اور امریکہ اور روس کی ایٹمی طاقت کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ مغرب اپنی قدیم روایات کو چھوڑ کر براہ راست فطرت کی طرف متوجہ ہو گیا۔ منطق اور قدرت کی طاقتوں کا مطالعہ اور تجربے کی بنا پر ان کی تحقیقات مغرب کے دماغ کے لئے بنیاد اور رہنما سہارے بن گئے۔ اور مسلمان اس کے قائل ہو گئے کہ تمام عقل ماضی کے لئے تھی۔ اور مستقبل کو اس کی پیروی کرنی ہے۔ اس سے وہی چیز رک گئی جو سیاسی اقتصادی اور ثقافتی ترقی کے لئے ضروری تھی۔ اور اب حالت یہ ہے کہ پاکستان اور انڈونیشیا کی آزادی اور ترکی کے احیاء کے بعد بھی نہ صرف مغرب ہی کے مقابلے میں نہیں بلکہ مشرق کے بعض حصص کے مقابلے میں بھی مسلمانوں کی فی کس پیداوار یا آمدنی بہت کم ہے۔" (مقاصد ۱۰ر فروری ۱۹۵۴ء)

ہز ہائی نس آغا خاں کے ان اقوال پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر عزیز لکھتا ہے۔

"بے شک ہز ہائی نس آغا خاں نے سچ فرمایا کہ مسلمانوں کی محتاجی اور یورپ کی طاقتور اقوام کے مقابلہ میں ان کی لاچاری کا سبب یہ ہے۔ کہ ان فطری طاقتوں اور دولتوں سے انہوں نے فائدہ نہیں اٹھایا جو اللہ نے اسی غرض کے لئے پیدا کی ہیں۔ اور ان پر غور نہیں کیا۔ ان کی تحقیقات نہیں کی اور سائنس کی طرف سے انہوں نے لاپرواہی برتی۔ لیکن یورپ امریکہ اور روس کی مثال بھی ایسی کامل نہیں ہے۔ کہ اس پر رشک کیا جائے۔ اور اسکو پوری بات قرار دے کر قبول کر لیا جائے۔ انسان کی زندگی میں توازن اس وقت پیدا ہوگا۔ جب قرآن کی پوری بنیادی تعلیم پر عمل کیا جائے یعنی فطرت کے راز معلوم کئے جائیں۔ فطرت کو مسخر کیا جائے۔ تاکہ انسان ان سے فائدہ اٹھائے۔ مگر اس نیت کے ساتھ کہ اللہ کی معرفت میں ترقی ہو۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے۔ اور ان طاقتوں اور دولتوں کو جو تسخیر فطرت سے حاصل ہوں اللہ کے خوف اور اس کی رضا جوئی کی فکر کے ساتھ برتا اور استعمال کیا جائے۔ اس طرح مسلمانوں کا افلاس بھی رفع ہو جائے گا۔ دوسری اقوام کے مقابلے میں وہ کمزور بھی نہ رہیں گے۔ ان کو وہ مرتبہ بھی حاصل ہو جائے گا کہ اقوام عالم کی راہنمائی کریں اور زمین کی وہ وراثت بھی ان کو مل جائے گی جس کا قرآن میں وعدہ کیا گیا ہے۔"

(مقاصد کراچی ۱۰ر فروری ۱۹۵۵ء)

ہز ہائی نس آغا خاں نے جو کچھ فرمایا ہے وہ مسلمانوں کے موجودہ دنیاوی تنزل اور اس کی وجوہات کے پیش نظر فرمایا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ معاصر نے جو نتیجہ نکالا ہے اس سے ہز ہائی نس کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ان کے فرمودہ کو غلط تو نہیں کہا جا سکتا البتہ کسی حد تک نامکمل کہا جا سکتا ہے۔

ہم معاصر سے اتفاق کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے اس تنزل کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اس مقصد حیات کو فراموش کر دیا۔ جو اللہ تعالےٰ نے ان کے سامنے رکھا تھا۔ جب تک وہ مقصد حیات مسلمانوں کے پیش نظر رہا وہ ہر لحاظ سے ترقی کرتے رہے مگر جب وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ تو ان کے خون سرد پڑ گئے۔ اور ان کی جدوجہد کی سرگرمیاں ختم ہو گئیں۔ اور وہ زندگی کے ہر پہلو میں کمزور ہوتے چلے گئے

اسلام نے مسلمانوں کے سامنے ایک مقصد حیات نہایت واضح الفاظ میں پیش کیا ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں ایک انفرادی اور دوسرا اجتماعی جب ہم کہتے ہیں کہ اس کے دو پہلو ہیں۔ تو اس سے ہماری غرض یہ نہیں کہ یہ پہلو آپس میں متضاد یا مختلف ہیں بلکہ دراصل وہ ایک ہی شے کے دو پہلو ہیں۔ دونوں کی تکمیل سے ہی ایک واحد مقصد بنتا ہے۔

جہاں تک اس مقصد کا تعلق ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی حسب ذیل مختصر تشریح فرمائی ہے۔

"اگرچہ مختلف الطبائع انسان اپنی کوتہ فہمی یا پست ہمتی سے مختلف طور کے مدعا اپنی زندگی کے ٹھہرا لیتے ہیں۔ اور فقط دنیا کے مقاصد اور آرزوؤں تک چل کر آگے ٹھہر جاتے ہیں۔ مگر وہ مدعا جو خدا تعالےٰ اپنے پاک کلام میں بیان فرماتا ہے یہ ہے فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی میں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے۔ کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی رو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا تعالےٰ کی پرستش اور اللہ تعالےٰ کی معرفت اور خدا تعالےٰ کے لئے ہو جانا ہے۔" (لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۹۶)

اس کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے اصل بات تو یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ لیکچر شروع سے لے کر آخر تک کئی بار غور سے پڑھنا چاہیئے۔ ہم یہاں صرف ایک اور مختصر اقتباس پر اکتفا کرتے ہیں فرمایا۔

"ہم پہلے اس سے بیان کر چکے ہیں کہ بموجب ہدایت قرآن شریف کے روحانی حالتوں کا منبع اور سرچشمہ نفس مطمئنہ ہے۔ جو انسان کو بااخلاق ہونے کے مرتبہ سے باخدا ہونے کے مرتبہ تک پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یعنی اے نفس خدا کے ساتھ آرام یافتہ اپنے رب کی طرف واپس چلا آ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری بہشت کے اندر آجا۔ اس جگہ بہتر ہے کہ ہم روحانی حالتوں کے بیان کرنے کے لئے اس آیت کریمہ کی تفسیر کسی قدر توضیح سے بیان کریں۔ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ انتہائی درجہ کی روحانی حالت انسان کی اس دنیوی زندگی میں یہ ہے کہ خدا کے ساتھ آرام پا جائے۔ اور تمام اطمینان اور سرور اور لذت اس کی خدا ہی میں ہو جائے۔ یہی وہ حالت ہے جس کو دوسرے لفظوں میں بہشتی زندگی کہا جاتا ہے۔ اس حالت میں انسان اپنے کامل صدق اور صفا اور وفا کے بدلہ میں ایک نقد بہشت پا لیتا ہے اور دوسرے لوگوں کی بہشت موعود پر نظر ہوتی ہے۔ اور یہ بہشت موجود میں داخل ہوتا ہے۔ اسی درجہ پر پہنچ کر انسان سمجھتا ہے کہ وہ عبادت جس کا بوجھ اس کے سر پر ڈالا گیا ہے۔ درحقیقت وہی ایک ایسی غذا ہے جس سے اس کی روح نشوونما پاتی ہے اور جس پر اس کی روحانی زندگی کا بڑا بھاری مدار ہے۔ اور اس کے نتیجہ کا حصول کسی دوسرے جہان پر موقوف نہیں ہے۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۶۳)

یہ ہے مختصراً انسانی زندگی کا مقصد جس کو افسوس ہے کہ ہم بھول گئے ہیں۔ اس کا انفرادی پہلو یہ ہے۔ کہ ہم اپنی زندگی کو اس رنگ میں ڈھالنے کے لئے اپنی پوری جدوجہد کریں۔ اور اجتماعی پہلو جو اس سے کم اہم نہیں بلکہ جس کے بغیر ہم انفرادی پہلو میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتے یہ ہے کہ ہم دوسرے انسانوں کو بھی اسی طریقہ حیات پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں اور انہیں اس کو اختیار کرانے کے لئے کوشش کریں۔ چند لفظوں میں ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے۔ کہ ہم خود بھی اپنی زندگی کو بہشتی بنائیں۔ اور دوسروں کو بھی ایسا ہی بنا دیں۔ تاکہ یہ زندگی تمام بہشت بن جائے۔ چونکہ ہم نے اپنے اس مقصد کو فراموش کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حقیقی مقصد سامنے نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا ذہنی اور عملی شیرازہ حیات پراگندہ ہو گیا ہے۔ اور ہمارے خون سے وہ حرارت ختم ہو گئی ہے۔ جو انسان کو متحرک اور فعال رکھتی ہے۔ جس کے فقدان کی وجہ سے ہم زندگی کے ہر پہلو میں کمزور ہو گئے ہیں

بیشک یورپ نے زندگی کے مادی پہلو کو لیا۔ اور اس کو کمال ترقی پر پہنچا دیا ہے اگر

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

سیرالیون (مغربی افریقہ) میں احمدی جماعتوں کی پانچویں کامیاب سالانہ کانفرنس

ملک کے دور دراز حصوں سے احباب کی شرکت فضیلتِ اسلام پر تقاریر پریس اور اخبار جاری کرنے کا فیصلہ آٹھ افراد کا قبول اسلام

(از مکرم محمد صدیقی صاحب شاہد مبلغ اسلام مقیم سیرالیون)

احمدیہ سکول بو کا سالانہ کنسرٹ

ہر سال اجتماع کے موقع پر ہمارے بو سکول کے اساتذہ اور طلباء سالانہ رخصتوں پر جانے سے قبل ایک "سکول کلوزنگ فنکشن" کا انعقاد کرتے ہیں۔ جو بچوں کے والدین اور سینکڑوں دیکھنے والوں کے لئے تبلیغ و تبشیر کے علاوہ نہایت دلچسپی کا موجب ہوتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ ہر سال ہمارے سکول کو اس معاملہ میں باقی سکولوں سے ممتاز رہنے کا موقع ملتا ہے۔ چنانچہ اس سال بھی حسب طریق سابق مورخہ ۶ر دسمبر ۱۹۵۳ء بروز اتوار رات کے نو بجے اس قسم کا تفریحی پروگرام رکھا گیا۔ جس میں اساتذہ اور طلباء سکول نے علاوہ انگریزی کے عربی زبان میں مکالمہ مخاطبہ کیا۔ اور چھوٹے چھوٹے بچوں نے نماز اور قرآن کریم کی بعض آیات کو تلاوت کرنے کے بعد ان کا لوکل زبان میں ترجمہ سنایا۔ جو حاضرین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوا۔ کیونکہ اس ملک میں عربی میں گفتگو اور پھر خصوصاً لوکل چھوٹے چھوٹے بچوں کے منہ سے عربی الفاظ کا نکلنا ایک عجوبہ تصور کیا جاتا ہے۔ یہ پروگرام رات کے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ حاضرین میں سینکڑوں عیسائی۔ مسلمان اور بعض عیسائی مشنوں کے بڑے مشنری شامل تھے۔

اجلاس پنجم

پانچواں اجلاس ۷ر دسمبر ۱۹۵۳ء بروز سوموار صبح نو بجے زیر صدارت جناب مکرم مولوی محمد عبدالکریم صاحب امیر سیرالیون منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد امیر صاحب نے فرمایا۔ کہ سیرالیون میں جماعت احمدیہ کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں میں ہے۔ جبکہ دنیا میں بعض ایسے ملک بھی ہیں۔ جن میں ہماری تعداد ابھی تک بہت ہی کم ہے۔ پس یہاں کے لوگوں کو جو احمدیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اور اپنے اندر اخلاص و ایمان پیدا کرنا چاہیئے۔ نیز فرمایا۔ یہاں جو ہم جمع ہوئے ہیں۔ تو اس کی صرف یہ غرض نہیں۔ کہ ہم دنیا کو اپنی تعداد دکھا سکیں۔ بلکہ ہمارے یہاں اکٹھے ہونے کا مقصد یہ ہے۔ کہ آپس میں مل کر ہم اپنا ایمان مضبوط کریں۔ اور دنیا کو بتا دیں۔ کہ جو چیز لے کر ہم کھڑے ہوئے ہیں۔ اس کے پھیلانے میں اور کامیاب کرنے میں ہم کوئی کسر باقی نہیں چھوڑیں گے۔ خواہ ہمیں وقت کیا جان تک کی قربانی کرنی پڑے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ اہل دنیا کی نجات کا اب صرف ایک ہی راستہ ہے۔ کہ وہ اسلام کو قبول کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہو جائیں۔

امیر صاحب کی مختصر تقریر کے بعد خاکسار نے "عیسائیت اور اس کے عقائد" پر کچھ دیر اظہار خیال کیا۔ اور بتایا کہ جب ہم عیسائیت یا اس کے عقائد پر بحث کرتے ہیں۔ تو اس سے ہمارا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا۔ کہ ہم نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات پر حملہ کر رہے ہیں۔ یا ان کی ہتک کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور برگزیدہ پیغمبر تھے۔ اور ان کی نبوت پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ آپ کی تعلیم عین توحید تھی۔ اور آپ کا پیغام وہی تھا۔ جو باقی انبیاء علیہم السلام نے دنیا کو دیا۔ مگر ان کے ماننے والوں نے بعد میں کچھ تو غلط فہمی سے اور کچھ مبالغہ آمیزی سے ان کی تعلیم کو بگاڑ کر ایک ایسی شکل میں دنیا کے سامنے رکھا۔ جو نہ صرف توحید الٰہی کے خلاف بلکہ مسیح علیہ السلام کے اپنے بیان کردہ اصولوں اور تعلیم کے بھی خلاف ہے۔

اس کے بعد مختصر طور پر عیسائیت کے موجودہ باطل عقائد یعنی ابن اللہ، تثلیث اور حادثہ صلیب وغیرہ پر روشنی ڈالی اور ہر ایک کی تردید میں عقلی اور نقلی دلائل بیان کئے۔

خاکسار کے بعد الفا احمد دوری صاحب نے تقریر کی۔ آپ یہاں کی فولا قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ہمارے لوکل مبلغ ہیں۔ اور نہایت اچھا کام کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں اپنی احمدیت کے قبول کرنے کا واقعہ بیان کیا۔ جو حاضرین کے لئے ایمان کی زیادتی کا موجب ہوا۔ آپ نے کہا۔ احمدیت ابھی اس ملک میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ جب مجھے ایک بہت بڑے عالم اور خدا رسیدہ انسان سے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ بہت سے اور بلاد عرب کا چکر لگانے کے بعد یہاں آیا تھا۔ ملاقات کا موقع ملا۔ اس سے مذہبی گفتگو ہوئی۔ دورانِ گفتگو میں اس نے بتایا۔ کہ مہدی علیہ السلام ہندوستان میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور عنقریب تمہیں ان کی اطلاع مل جائے گی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی مجھے معلوم ہوا۔ کہ بعض لوگ ہندوستان سے آئے ہیں۔ اور مہدی علیہ السلام کے ظہور کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ سو میں نے ان کی تلاش کی۔ اور خوبیٔ قسمت سے میری ملاقات الحاج مولوی نذیر احمد علی صاحب اور مکرم مولوی محمد صدیق صاحب سے ہوئی۔ جن سے مہدی علیہ السلام کے ظہور اور احمدیت کے متعلق مکمل معلومات حاصل ہوئیں۔ اور میں نے احمدیت قبول کر لی۔

الفا دوری صاحب نے مزید کہا کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد ہماری ذمہ داریاں کم نہیں ہوئیں۔ بلکہ اور بھی بڑھ گئی ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اعمال اور کردار سے مبلغ بننا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جتنی جلدی ہو سکے اس ملک میں احمدیت جو ابھی بیج کی حیثیت رکھتی ہے۔ تناور درخت بن جائے۔ اس کے بعد نماز ظہر و عصر و طعام کے لئے اجلاس ختم ہوا۔

اجلاس ششم

پریس و اخبار جاری کرنے کی تجاویز

چھٹا اجلاس بعد نماز ظہر و عصر زیر صدارت مکرم مولوی محمد عبدالکریم صاحب امیر سیرالیون منعقد ہوا۔ یہ اجلاس شوریٰ کی حیثیت رکھتا تھا۔ جس میں نمائندگان اور مبلغین نے بعض ایسے امور پر غور و خوض کیا۔ جو سلسلہ کی ترقی اور کامیابی کا باعث ہوں۔ اور جماعت کی تنظیم کو مضبوط کرنے والے ہوں۔ بعض اہم قرار دادیں پاس کی گئیں۔ جن میں سے سب سے اہم اور ضروری پریس اور اخبار جاری کرنے کے متعلق تھی۔ امیر صاحب نے پریس اور اخبار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اس کو کامیاب بنانا ہمارا فرضِ اولین ہے۔ موجودہ دنیا میں کامیابی اسی قوم کو حاصل ہوتی ہے۔ جس کے ہاتھ میں پریس اور اخبار ہے۔ کیونکہ یہی ایک چیز ہے۔ جس کے ذریعہ اپنا پیغام دنیا کے ہر ملک میں بآسانی پہنچایا جا سکتا ہے۔ پس اگر ہم نے اسلام اور احمدیت کی تعلیم کو دنیا کے ہر فردِ بشر تک پہنچانا ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم جس قدر جلدی ہو سکے۔ یہاں ایک پریس قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اور اخبار جاری کریں۔

بالآخر یہ تجویز باتفاق رائے منظور ہوئی۔ کہ جس قدر جلدی ہو سکے۔ ایک پریس خرید لیا جائے۔ اور ایک اخبار جاری کیا جائے۔

پریس کے لئے ۵۰۰ پونڈ کی رقم تجویز ہوئی۔ جس کی ادائیگی کے لئے مخلصین نے اجلاس میں ہی وعدے لکھوانے شروع کر دیئے۔ جن کی تعداد ۱۴۰ تک پہنچ گئی۔ اور باقی رقم کے لئے جماعتوں کے نام سرکلرز جاری کئے گئے ہیں۔ امید ہے یہ رقم انشاء اللہ جلد پوری ہو جائے گی۔ اور اسی سال کے اندر اندر ہم پریس خریدنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

دوسری تجویز جو اس اجلاس میں پاس ہوئی وہ یہ تھی۔ کہ بو احمدیہ سکول کو سیکنڈری (Secondary) سکول بنایا جائے۔ یاد رہے۔ کہ اس وقت سیرالیون میں احمدیہ مشن کے ماتحت تین سکول کام کر رہے ہیں۔ ایک مگبورکا میں۔ دوسرا روکوپر میں اور تیسرا بو میں بو احمدیہ سکول ایک مرکزی سکول کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور محکمہ تعلیم کی نگاہ میں بھی کافی وقعت کا مالک ہے۔ لہٰذا یہ تجویز پاس ہوئی۔ کہ اس سکول میں مزید توسیع کی جائے۔ اور اسے سیکنڈری سکول کے درجہ تک پہنچایا جائے۔ تاکہ وہ طلباء جو ہمارے سکولوں سے فارغ ہونے کے بعد دوبا[رہ] عیسائیت کی مسموم فضا میں جانے پر مجبور ہوت[ے] ہیں۔ وہ اس سے کسی حد تک محفوظ ہو جائیں۔ ا[ور] دینی ماحول میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسلام کے ل[ئے] مفید وجود ثابت ہو سکیں۔ اس کے بعد ان امو[ر] پر بحث ہوئی۔ جو جماعتوں کی طرف سے شوری میں پیش تھے۔

بعد ازاں بیگم مکرم ماسٹر محمد ابراہیم [صاحب] خلیل نے احمدی مستورات سے خطاب کیا۔ ا[ور] کہا اسلام نے جس طرح مرد کو علم سیکھنے کی تلق[ین] کی ہے۔ اسی طرح عورت کو بھی اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ علم سیکھنے کی کوشش کر[ے] تا علاوہ اولاد کی تربیت و اصلاح کے اسلام[ی] مسائل اور دینی امور سے آگاہی حاصل کرنے [میں] اسے کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

آپ نے مزید کہا۔ کہ اسلام اور احمدیت کی [ترقی] صرف مردوں پر ہی منحصر نہیں۔ بلکہ عورتیں بھی [اسی] طرح اس کارِ خیر میں حصہ لے سکتی ہیں۔ ج[یسے] مرد۔ اور اشاعتِ اسلام کے کام کو اس ط[رح] سرانجام دے سکتی ہیں جس طرح کہ مرد سرا[نجام] دیتے ہیں۔ پس احمدی مستورات کو چاہیئے۔ [کہ] اسلام و احمدیت کی اشاعت میں بڑھ چ[ڑھ کر] حصہ لیں۔

یہ اجلاس رات کے دس بجے تک جا[ری] رہا۔ آخر میں محترم امیر صاحب نے ایک مخ[تصر] اختتامیہ تقریر میں جلسہ میں شریک [ہونے] والے احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان [سے کہا] کہ جو کچھ انہوں نے اس جلسہ میں شرکت کر کے [حاصل] کیا ہے۔ اسے ان تمام احمدی بھائیوں تک [پہنچائیں]

بوجہ کسی مجبوری کے اس مبارک تقریب میں شریک نہیں ہو سکے۔ خصوصاً پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اہم اور قیمتی پیغام ہر احمدی دوست تک پہنچایا گیا۔ اور اس کی اہمیت سے انہیں آگاہ کریں۔ نیز دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی کی راہیں کھولے۔ اور احمدیت کو تمام دنیا پر غلبہ عطا فرمائے۔ تا اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت پھر دنیا میں قائم ہو۔ اور تمام ابن اللہ کو پکارنے والے پھر سے توحید الٰہی کے قائل ہو جائیں۔ (آمین)

اس کے بعد تمام حاضرین سمیت اجتماعی دعا ہوئی۔ اور سیرالیون کی پانچویں سالانہ کانفرنس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

اس سالانہ کانفرنس کے موقعہ پر آٹھ احباب نے احمدیت قبول کی۔ خدا تعالیٰ انہیں استقامت بخشے۔ اور اسلام و احمدیت کی خاطر بیش از پیش قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

جنرل نجیب اور اخوان المسلمون کا جھگڑا

ذیل میں حیدرآباد سندھ کے اخبار روزنامہ "العصر" کا مقالہ افتتاحیہ درج کیا جاتا ہے۔ گو ضروری نہیں کہ مضمون میں شائع شدہ ہر امر سے ادارہ المصلح متفق ہو۔

اخوان مسلمون کی تنظیم کو خلاف قانون قرار دینے کے متعلق مصر سے جو تازہ ترین خبریں آئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ طرفین میں در اصل جھگڑا اس بات پر تھا۔ کہ مصر میں اقتدار اعلیٰ کا مالک کون ہو۔ فوجی انقلاب کے لیڈر کہتے تھے۔ کہ ہم نے جان پر کھیل کر یہ انقلاب کیا ہے۔ اور اس انقلاب کے پیش نظر کچھ مقاصد ہیں۔ اس لئے ہم ان مقاصد کو ہر صورت میں پورا کریں گے۔ اس کے برعکس اخوان کا اصرار یہ تھا۔ کہ سب سے پہلے اس بات کو تسلیم کیا جائے۔ کہ مصر میں قرآن کی حکومت ہوگی۔ اور اس وقت تک کوئی قانون نافذ نہ کیا جائے۔ جب تک اخوان کی قیادت سے اس کی منظوری نہ لے لی جائے۔ اور دوسرے لفظوں میں مصر کے دستور میں لفظاً اس امر کی وضاحت ہو۔ کہ یہاں قرآنی حکومت ہے۔ اور عملاً اس قرآنی حکومت کی تعبیر و تشریح کا حق اخوان کو ہو۔ اور کوئی قانون ان کی منظوری کے بغیر ملک میں نافذ نہ ہو۔

اخوان کا یہ مطالبہ بعینہٖ ہمارے ہاں کی جماعت اسلامی سے ملتا ہے۔ جماعت اسلامی اسلامی آئین کے سلسلے میں جو مہم چلا رہی تھی۔ اس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ پاکستان کا آئین ہماری ان شرطوں کے مطابق ہو۔ اور اگر ہم کسی قانون کو خلاف اسلام کہہ دیں۔ تو وہ خلاف اسلام سمجھا جائے۔ خواہ عوام کے نمائندے پارلیمنٹ میں اس کے حق میں کیوں نہ ہوں۔ وہ قانون مسترد کیا جائے۔ اس پر پاکستان میں عمل نہ ہو۔

مصر کی فوجی حکومت نے اخوان کے اس مطالبے کا جواب یہ دیا۔ کہ یا تو تم مذہبی جماعت بنو۔ اور صرف مذہبی کام کرو۔ اور یا سیاسی جماعت بنو۔ اور مذہب کو اپنی سیاسی اغراض کا آلۂ کار نہ بناؤ۔ چنانچہ اخوان کو خلاف قانون قرار دے کر اسے اس قسم کی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت نہ دی۔ اور اس کے بعض لیڈروں کو جو مذہب کا غلط استعمال کر رہے تھے نظر بند کر دیا۔

جہاں تک مذہب اسلام کا تعلق ہے۔ نجیب کی حکومت کے اکثر ارکان پابند احکام اسلامی ہیں۔ اور اس کا ایک وزیر تو اخوان کا بہت بڑا لیڈر رہ چکا ہے۔ نجیب حکومت مصر میں اخلاق کی اصلاح بھی کر رہی ہے۔ اور اس کے کسی رکن پر بظاہر کسی قسم کا اخلاقی یا مذہبی اعتراض بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ مذہب اور سیاست کو گڈمڈ کرنے کے خلاف ہے۔ اور وہ نہیں چاہتی۔ کہ وہاں آئے دن مذہب کے نام سے اس قسم کے جھگڑے ہوتے رہیں۔ جیسے کہ [illegible] دن ہمارے ہاں پاکستان میں ہوئے۔

ہمارے نزدیک پاکستان میں بھی بدیر یا سویر اس طرح کا کوئی اقدام کرنا ہوگا۔ اور اس جماعت کو جو مذہب کے نام سے سیاست میں ٹانگ اڑاتی ہے۔ متنبہ کرنا پڑے گا۔ کہ یا تو وہ مذہبی کام کریں۔ اور سیاسی کام سیاسی جماعتوں کے لئے رہنے دیں۔ یا ان کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے اور انہیں مذہب کو آلۂ کار بنانے سے سختی کے ساتھ روک دیا جائے۔

پاکستان میں اس وقت جو ذہنی افراتفری ہے۔ اور جس طرح بعض علماء نے مذہب کو اپنی اغراض کے لئے گیند بنا رکھا ہے۔ یہ چیز زیادہ دیر نہیں چل سکتی۔ اس ذہنی افراتفری کا نتیجہ سیاسی و اجتماعی انتشار ہوگا۔ اور اگر اس انتشار کا فوری مداوا نہ ہوا۔ تو یہاں آئے دن مذہب کے نام سے سیاسی فتنے اٹھتے رہیں گے۔ اور جس طرح ان فتنوں نے بغداد کو تباہ کیا۔ اور مسلمانوں کی اور بہت سی حکومتیں ان کی نذر ہوئیں۔ اس طرح پاکستان کو بھی ان فتنوں سے بچانا مشکل ہو جائیگا۔

پاکستان کے سیاسی شعور رکھنے والوں کو اس خطرے کی اہمیت کو سمجھنا چاہیئے۔ اور اس کے سدباب کے لئے کچھ سوچنا چاہیئے۔ خدانخواستہ اگر اس افراتفری کو اسی طرح بڑھنے دیا گیا۔ اور مذہب کے نام سے آئین کی ایسی بحثیں جاری رہیں۔ تو اس ملک کی سالمیت کا خدا ہی حافظ ہے۔

ایک ملک کے سب باشندے بلا تمیز مذہب و ملت مساوی ہیں۔ ان کے ایک سے حقوق اور ایک سی ذمہ داریاں ہیں۔ اور وہ سب ایک درجے کے پاکستانی ہیں۔ صرف اسی احساس پر ایک مضبوط اور متحد پاکستان کی تعمیر ہو سکتی ہے۔ اگر اس اساس کو مذہبی مناقشوں کے ذریعہ کمزور کر دیا گیا۔ تو ہمارا حشر معلوم۔ (العصر ۵ ارفروری ۱۹۵۴ء)

ضرورت مند احباب کے لئے

Punjab Govt Overseas Scholarships

سمندر پار ٹریننگ کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے جو وظائف منظور کئے ہیں۔ ان کے لئے درخواستیں $\frac{۲}{۵۴}$ ۲۰ تک بمقام Over Seas Training Officer Punjab Education Department Lahore طلب کی گئی ہیں۔

مضامین و تعلیم کے بارے میں کوائف حسب ذیل ہیں:۔

(1) Tube Wells - for 2 years U. S. A. Mechanical Engineering.

(2) Automobile Engineering, 2 years U. K. Diploma or Digree in (2 Schalarships) automobile Engineering.

(3) Teaching of civil Engineering, 2 years U. K. B. Sc.

مجوزہ فارم درخواست کی تین نقول درکار ہیں۔ جو سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ لاہور سے ۵ فی فارم پر مل سکتی ہیں۔ (پاکستان ٹائمز $\frac{۲}{۵۴}$ ۲)

(۲) مندرجہ ذیل اسامیوں کے لئے درخواستیں ۱۵ مارچ ۱۹۵۴ء تک بنام Director General of civil Aviation, Govt of Pakistan Secretariat Block 31 کراچی طلب کی گئی ہیں۔ (۱) ٹیلی فون اوپریٹر ۶۰-۴-۱۰۰-۵-۱۲۰ نیز سپیشل پے ۲۰/-

(۲) مستری ریڈیو ۷۵/-۵-۱۰۰-۵-۱۵۰

(۳) اپر ڈویژن کلرک ۸۵/-۶-۱۱۵-۱۵/۲-۱۷۵-۱۰-۲۲۵

شرائط میٹرک بصورت ۱ و ۳۔ فنی قابلیت بصورت ۲۔ عمر ۱۵ مارچ ۱۹۵۴ء کو ۲۵ سال تک (تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو پاکستان ٹائمز مورخہ $\frac{۲}{۵۴}$ ۷)

(3) مندرجہ ذیل اسامیوں کے لئے درخواستیں $\frac{۲}{۵۴}$ ۱۸ تک بنام ریذیڈنٹ انجینیر پاور سٹیشن منٹگمری طلب کی گئی ہیں۔ تنخواہ مطابق تجربہ و قابلیت۔

(1) Senior Foreman (2) Foreman Electrical (3) Mechanical (4) Chargeman (5) Crane Drivers (6) Fitters and Mechanics Grd I and II. (7) Electrician Grade I

برائے تفصیل ملاحظہ ہو پاکستان ٹائمز $\frac{۲}{۵۴}$ ۷۔ (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) میری ہمشیرہ صدیقہ بیگم اہلیہ برادرم محمد عبداللہ صاحب درویش ۱۹۶۵ قادیان یکم نومبر سے بعارضہ فالج بیمار ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفاء عطا فرمائے۔ آمین۔ محمد شریف ہیڈ ایریئر ٹیلیفون آفس گوجرہ۔ (۲) صوفی محمد رفیع صاحب پراونشل امیر جماعت احمدیہ صوبہ سندھ تقریباً ایک ماہ سے بیمار ہیں۔ دوست ان کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ لطف الرحمٰن مارکن

نظارت علیا

(۳) میں ایک دفتری مقدمہ میں ماخوذ ہوں۔ اور اپیل دائر کی ہوئی ہے۔ احباب بریت کے لئے دعا فرمائیں۔
محمد شفیع سٹور کیپر ریوخ سلیم پور

انسپکٹر جنرل پولیس نے مجھے بار ہا بتایا کہ پولیس صورت حال پر قابو پانے کے قابل ہے

میرا احساس یہ تھا کہ پولیس بُری طرح ناکام ہو چکی ہے

بہت سے کانسٹیبلوں نے وردیاں اتار دی تھیں کیونکہ وہ مظاہرین کے حملوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے

لاہور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سید اعجاز حسین شاہ کا بیان !!

(گذشتہ سے پیوستہ)

عدالت

سوال :۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی حیثیت سے یہ آپ کا فرض نہیں تھا کہ ۴ مارچ کی صورت حال سے نبٹنے کے لئے فوج کام میں لائیں۔ جواب :۔ اس وقت فوج بھی موجود تھی اور پولیس بھی۔ پولیس افسروں کو چاہیئے تھا کہ اس صورت حال سے نبٹنے کے لئے فوج کو کام میں لائیں۔ سوال :۔ قانون یہ ہے کہ ایسے حالات میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ فوج کو صورت حال کا کنٹرول ہاتھ میں لینے کو کہے۔ کیا آپ کے نزدیک قانون یہی کچھ کہتا ہے؟ جواب :۔ جہاں تک میری سمجھ کام کرتی ہے قانون یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شہری حکام کی اعانت کے لئے فوج کو پولیس کی طاقت میں اضافہ کے لئے بلا سکتا ہے۔ لیکن ایسے حالات میں جب فوج پہلے ہی موقعہ پر موجود تھی تو پولیس کے سربراہ کو چاہیئے تھا کہ وہ اسے مختلف جگہ متعین کرنے کا انتظام کرتے اور بتاتے کہ وہ اس سے کس طرح کام لینا چاہتے ہیں۔ فوجی دستوں کے ساتھ مجسٹریٹ ہر وقت میسر آ سکتے تھے۔

سوال :۔ جب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور دوسرے مجسٹریٹ مل سکیں، کیا اس وقت پولیس کارروائی کرنے کے لئے فوج سے کہہ سکتی ہے؟ جواب :۔ میرا خیال ہے کہہ سکتی ہے۔

قانونی سند

سوال :۔ اس رائے کی قانونی سند کیا ہے؟

جواب :۔ پولیس اور فوج کو متحد طاقت بن جانا چاہیئے اس کے بعد جو مجسٹریٹ ڈیوٹی پر ہو۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۲۹ کے تحت عمل کرے۔ (اس مرحلے پر گواہ کو بتایا گیا کہ دفعہ ۱۲۹۔ ان کے اس نظریہ کی تائید نہیں کرتی کہ پولیس فوج کو کارروائی کرنے کے لئے کہہ سکتی تھی) ۔۔ گواہ نے مزید کہا۔ غالباً میں اپنے مطلب کی وضاحت نہیں کر سکا۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ فوج شہری حکام کی اعانت کے لئے پولیس کی کمی پوری کرنے کی صورت میں آتی ہے اگر پولیس کو آزمایا جا چکا تھا یا وہ ناکام رہ چکی تھی۔ تو جو فوجی دستہ بھی گشت ۔۔ لگاتا تھا اس کے ساتھ ضرور کوئی مجسٹریٹ ہوتا۔ اس وقت مجسٹریٹوں کا یہ فرض تھا کہ دفعہ ۱۲۹ ضابطہ فوجداری کے تحت کارروائی کرتے۔ سوال :۔ کیا فوجی دستوں کے ہمراہ جانیوالے مجسٹریٹوں کو آپ نے یہ ہدایت دی تھی کہ اگر پولیس صورت حال سے نبٹنے کے قابل نہ ہو تو ان کا فرض ہے کہ فوج کو طاقت استعمال کرنے کو کہیں۔ جواب :۔ میں نے اس باب میں کوئی خاص ہدایات جاری نہیں کیں۔ تاہم ایسا کرنا ان مجسٹریٹوں کا قانونی فریضہ تھا۔

سوال :۔ کیا حکومت نے یکم مارچ کو مراسلہ کے ذریعہ آپ کو ہدایت نہیں کی تھی جس کا حوالہ پہلے دیا جا چکا ہے کہ حکومت یہ بات آپ پر چھوڑتی ہے کہ ان حالات میں آپ جو مناسب اقدام چاہیں کریں؟

جواب :۔ جی ہاں۔

وکیل سے

سوال :۔ کس طرح؟ جواب :۔ صورت حال پر قابو پانے کے لئے تیز تر نقل و حرکت کرنے سے۔ اور کمانڈروں کو اس سلسلہ میں پہل کرنی چاہیئے تھی۔ اور محکمہ پولیس کے افسران اعلیٰ کو انہیں ایسی پوزیشنوں پر رکھنا چاہیئے تھا کہ اقدام زیادہ مؤثر ثابت ہوتا۔ سوال :۔ کیا انہیں مجسٹریٹوں سے پہل چھین لینی چاہیئے تھی۔ جواب :۔ جی ہاں۔ اگر صورت حال اس چیز کی مقتضی ہوتی۔

وکیل سے

سوال :۔ اگر ۵ تاریخ سے مارشل لاء کے نفاذ تک فوج مؤثر ثابت نہیں ہوئی تھی۔ تو آپ کے خیال میں اس میں پولیس کا قصور تھا یا فوج یا حکومت کا۔ جواب :۔ اس میں قصور کا سوال نہیں ۔ تینوں نے اپنے محدود دائرہ میں رہتے ہوئے پارٹ ادا کیا۔ سوال :۔ فوج کا محدود دائرہ کیا تھا؟ جواب :۔ فوج کا کام اسلئے محدود تھا کہ پولیس کے افسران اعلیٰ کی طرف سے ان کے درمیان مؤثر پوزیشنوں کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ اور دوسری بات یہ تھی کہ ہر پارٹی کے ساتھ جانے کے لئے مجسٹریٹ کافی نہیں تھے۔

عدالت سے

سوال :۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے انتظامات کے متعلق اہم اختراعات کیا تھیں؟

جواب :۔ میرے مشورہ سے فوج بلائی گئی تھی اور مجسٹریٹوں کا تعین بھی میری طرف سے ہوا تھا لیکن موقع پر ہجوم سے نبٹنے کا کام پولیس کا کام ہے

سوال :۔ آپ کی مجبوریاں کیا تھیں؟ جواب :۔ میرا دائرہ عمل اس لئے محدود تھا کہ یہ عام بغاوت تھی۔ آئی جی نے اکثر مجھے بتایا تھا کہ پولیس صورت حال پر قابو پانے کے قابل ہے۔ میں نے ان کے سامنے تجویز پیش کی تھی کہ صورت حال فوج کو سونپ دی جائے سوال :۔ آپ نے پہلے بیان میں کہا ہے کہ محسوس کیا کہ اس بغاوت کی نوعیت عام بغاوت کی ہے؟ جواب :۔ ۵ تاریخ کی گہری شام کو۔ سوال :۔ اصل میں بغاوت کب شروع ہوئی۔ جواب :۔ ۵ تاریخ کی گہری شام کو میں اور ایس۔ ایس۔ پی سول لائنز، چیمبرلین روڈ، گوالمنڈی قلعہ گوجر سنگھ اور دوسری جگہوں پر گئے۔ جہاں تحریک کا زور تھا وہاں امن چین تھا۔ میں نے ایک بار پھر سوچا کہ پولیس صورت حال پر قابو پالے گی۔ لیکن ۶ تاریخ کی صبح کو میں نے محسوس کیا کہ پولیس پوری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ گڑبڑ کے علاقہ میں کوئی کانسٹیبل کہیں بھی باوردی نہیں دیکھا گیا۔ بہت سے کانسٹیبلوں نے اپنی وردیاں اتار دی تھیں۔ کیونکہ وہ مظاہرین کے حملوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ سوال :۔ کیا چیف سیکرٹری اور ہوم سیکرٹری کو مجسٹریٹ درجہ اول کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں؟ جواب :۔ مجھے معلوم نہیں

وکیل (مزید)

سوال :۔ ۵ تاریخ کی صبح کو گورنمنٹ ہاؤس میں ہونے والی اس کانفرنس میں آپ بھی شریک تھے۔ ایس ایس پی شامل ہوئے؟ جواب :۔ جی ہاں۔ میں اور ایس ایس پی اس کانفرنس میں کچھ دیر شریک ہوئے۔

سوال :۔ کیا اس کانفرنس کے تمام فیصلے آپ کی اور ایس ایس پی کی موجودگی میں ہوئے؟ جواب :۔ جی نہیں میں وہاں تھوڑی ہی دیر رہا۔ سوال :۔ کیا آپ کو اور ایس ایس پی کو ان فیصلوں سے مطلع کیا گیا؟ جواب :۔ جی ہاں ان فیصلوں سے مجھے تیسرے پہر کسی وقت مطلع کیا گیا تھا۔

عدالت

سوال :۔ آپ کو ان فیصلوں سے کس نے آگاہ کیا؟

جواب :۔ غالباً ہوم سیکرٹری نے

وکیل (مزید)

سوال :۔ کیا اس کانفرنس میں جو فیصلے ہوئے ان سے آپ کو سہ پہر سے قبل مطلع کر دیا گیا تھا؟ جواب :۔ تمام فیصلوں سے نہیں۔ البتہ مجھے ایک دو فیصلوں کا مزید علم تھا۔ جو خود میری موجودگی میں ہوئے۔

عدالت

سوال :۔ یہ فیصلے کیا تھے؟ جواب :۔ کرفیو کے متعلق فیصلہ نمبر ۱ اور فیصلہ نمبر ۲ میری موجودگی میں ہوا۔

وکیل مزید

سوال :۔ کیا ایس ایس پی بھی وہاں موجود تھے؟ جواب :۔ ہاں۔ سوال :۔ فیصلہ نمبر ۲ میں جب یہ کہا گیا کہ فوجی دستے اپنے کمانڈروں کے تحت پولیس کے دستوں کی اعانت کریں گے۔ تو اس سے کیا مراد تھی؟

جواب :۔ اس سے یہ مراد تھی کہ فوج اور پولیس اکٹھے گشت کریں گے۔ لیکن فوجی کمانڈر اپنے دستوں کے ساتھ رہیں گے۔ اور صرف پولیس اور مجسٹریٹ (جو ان کے ساتھ ہوں) کی ہدایات پر عمل کریں گے۔ سوال :۔ کیا انسپکٹر جنرل پولیس، ہوم سیکرٹری، چیف سیکرٹری نے متعلقہ افسروں کو سمجھایا کہ اس فیصلے کے تحت کیا کچھ مقصود ہے؟ جواب :۔ مجھے معلوم نہیں۔

سوال :۔ کیا چیف سیکرٹری کے ۲ تاریخ کے حکم میں جن لوگوں کے نام مذکور تھے، ان کے علاوہ آپ نے ۲۷ اور ۲۸ فروری کو کچھ مزید افراد کی گرفتاری کا ارادہ کیا۔ جواب :۔ جی نہیں۔

عدالت

سوال :۔ یہ سوچنا کس کا کام تھا کہ کسی اور کو گرفتار کیا جانا چاہیئے یا نہیں؟ جواب :۔ یہ سی۔ آئی۔ ڈی کا کام تھا۔ سوال :۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ صورت حال سے نبٹنے کے لئے آپ نے جس کارروائی کی تجویز کی اس پر عمل کی راہ میں کوئی افسر یا حاکم حائل نہیں ہوا؟

جواب :۔ میں پہلے ہی اس کا جواب دے چکا ہوں۔ ایک لحاظ سے میرے اقدام کی راہ میں رکاوٹ پڑی۔ مثلاً جب میں نے ۵ تاریخ کی صبح کو صورت حال فوج کو سونپنے کے مسئلہ پر انسپکٹر جنرل پولیس سے گفت و شنید کی۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ اس سے نبٹ سکیں گے۔ اس لئے میں نے صورت حال فوج کے حوالے نہیں کی۔ اسی طرح ۶ تاریخ کو جب اس مسئلہ پر پھر گفتگو ہوئی۔ تو وہ بہت پُر امید نظر آتے اور مجھے یقین دلانے لگے کہ پولیس کی طاقت کافی زیادہ ہے کہ وہ صورت حال سے نبٹ سکے۔ مزید براں بعض انتظامی فیصلے گورنمنٹ ہاؤس کے ۵ تاریخ کے اجلاس میں بھی کئے گئے۔ سوال :۔ کیا آپ نے ۶ تاریخ کو صورت حال واقعی فوج کو سونپنے کا فیصلہ کر لیا تھا؟ جواب :۔ جی نہیں۔ سوال :۔ پھر انسپکٹر جنرل پولیس سے آپ کی گفت و شنید کی نوعیت کیا تھی؟ جواب :۔ میں نے ان سے کہا تھا۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے۔ جیسے پولیس پر تھکن کے آثار ہویدا ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے بار بار یقین دلایا کہ پولیس فوج کو سونپے بغیر بھی حالات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

وکیل (مزید)

سوال :۔ کیا آپ اپنی راہ میں اس وجہ سے کوئی رکاوٹ محسوس کر رہے تھے کہ حکام اعلیٰ لاہور ہی میں ہیں یا آپ کو معلوم تھا کہ حکام کی کوئی ہدایات تھیں کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اس وقت اپنی سوجھ بوجھ سے کام نہیں لے گا یا اپنے قانونی فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کچھ نہیں کرے گا۔ جب تک وہ پہلے ان کا ان سے مشورہ نہ کر لے۔ جواب :۔ میری راہ میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ درحقیقت میں خوش تھا کہ حکام اعلیٰ میری ذمہ داریوں میں شریک ہیں۔ اس لحاظ سے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مجھ پر کچھ

۶ مارچ کی صبح کو ہی ایسی صورت پیدا ہو گئی تھی کہ سارے شہر کو فوج کے حوالے کر دیا جاتا

آئی جی نے اندرون شہر کو دفعہ ۱۴۴ سے اسلئے مستثنیٰ قرار دیا تھا کہ اُن کے خیال میں وہاں احکام کا نفاذ ناممکن تھا

تحقیقاتی عدالت میں سابق سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور مرزا نعیم الدین کا بیان

(وکیل کی طرف سے سوالات)

س:- کیا آپ کے ماتحت افسروں نے آپ کو بتایا تھا کہ انہیں فائرنگ کے مواقع پر موجود تھے؟

ج:- بعض شکایات تھیں۔ لیکن وہ مبہم تھیں۔

س:- کیا آپ کو معلوم ہے کہ ۵ مارچ گورنمنٹ ہاؤس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ سب سے پہلے پولیس کو صورت حال کا مقابلہ کرنی چاہیئے اگر وہ صورت حال کو نپٹنے میں ناکام رہے تو وہ اسے فوج کے حوالے کر دے؟

ج:- گورنمنٹ ہاؤس کے یہ فیصلے مجھ تک اتنی دیر میں پہنچے کہ اس وقت تک نئی دوسرے فیصلے ہو چکے تھے۔

س:- آپ نے کہا کہ آپ نے اپنے ایما پر کچھ نہیں کرنا تھا سوائے کہ فسادات کے دنوں میں آئی جی پولیس لاہور کے انچارج تھے۔ کیا انہوں نے یہ فیصلہ آپ کو ۵ تاریخ کی صبح کو زبانی بتایا؟

ج:- ان صحیح الفاظ میں نہیں۔

س:- آئی جی پولیس نے اس سلسلہ میں آپ کو جو حکم دیا۔ کیا آپ ان اصطلاحوں کو یاد کر سکتے ہیں؟

ج:- اپنی گفتگو میں انہوں نے یونہی کہا کہ پولیس صورت حال سے مضبوطی سے نپٹ رہی ہے اور اسے ایسا ہی کرتے رہنا چاہیئے۔

س:- کیا میں سمجھوں کہ انہوں نے آپ کو یہ بھی کہا تھا کہ پولیس صورت حال کو نپٹنے میں ناکام رہی تو اسے فوج کے حوالے کر دینا چاہیئے؟

ج:- مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے ایسا کہا تھا۔

س:- کیا ۵ تاریخ کی صبح کے فیصلوں کے متعلق ڈی آئی جی یا کسی دوسرے بڑے افسر نے آپ کو کہا؟

ج:- نہیں۔

س:- کیا کوئی ایسی صورت پیدا ہو گئی تھی کہ سارے شہر کو فوج کے حوالے کر دینا ضروری ہو گیا ہو؟

جواب:- جی ہاں۔ ۶ کی صبح کو وزیر اعلیٰ کی اپیل جاری ہونے سے بھی پہلے۔ بلکہ مجھے یہ کہنا چاہیئے کہ جب پولیس نے اپنے آپ کو فائرنگ کے متعلق الجھن پیدا کر دینے والی ہدایات کی وجہ سے کارروائی کرنے کے ناقابل پایا۔

س:- کیا آپ سے آپ کے ماتحت افسروں نے کوئی شکایت کی تھی کہ مبینہ طور پر الجھن پیدا کرنے والی ہدایات کی وجہ سے انہیں اپنے اپنے علاقوں میں صورت حال سے نپٹنے کے لئے نقصان پہنچ رہا ہے؟

ج:- جی ہاں۔

س:- کیا آپ نے آئی جی پولیس کو کوئی تحریری شکایت کی تھی؟

ج:- جی نہیں۔ لیکن اس کے متعلق میں نے ان سے زبانی گفتگو کی تھی۔

س:- کیا مارشل لاء کے نفاذ تک ۵ یا ۶ تاریخ کو آپ آئی جی سے کافی ملتے رہے ہیں؟

ج:- میں انہیں ۵ کو دو یا تین دفعہ ملا تھا۔

س:- کیا انہوں نے آپ کو کوئی ایسی ہدایات دی تھیں جس سے آپ کے دماغ میں کوئی الجھن پیدا ہوئی ہو؟

ج:- میں ایسا نہیں سمجھتا ہوں۔

س:- آپ نے کہا ہے کہ آپ مکمل طور پر آئی جی کی ہدایات پر عمل کر رہے تھے۔ پھر ۵ تاریخ کی صبح کو اور شام کو دی جانے والی ہدایات کی وجہ سے آپ کو کوئی الجھن کیوں پیدا ہوئی؟

ج:- الجھن ان ہدایات کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی جو کوتوالی میں ملی تھی۔

س:- پورے پانچ مارچ اور ان ہدایات کے موصول ہونے تک آپ کو کیا ہدایات ملی تھیں اور وہ آپ کو کس نے دی تھیں؟

ج:- ہم صورت حال کو امن و امان کا سوال سمجھ کر اس سے نپٹ رہے تھے۔

س:- جب آپ نے محسوس کیا کہ ۵ تاریخ کی شام کو کوتوالی میں موصولہ ہدایات الجھن پیدا کرنے والی تھیں کیا آپ کوئی وجہ بتا سکتے ہیں کہ آپ نے آئی جی پولیس سے ان ہدایات کے متعلق کیوں نہ پوچھا؟

ج:- اس وقت تک کرفیو نافذ ہو چکا تھا۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے پولیس کے لئے رات کے دوران میں گولی چلانے کا کوئی موقع نہ آیا تھا۔

س:- کیا پھر میں ۵ تاریخ کی ہدایات کے نتیجہ میں یہ سمجھوں کہ امن و امان کی صورت حال متاثر نہیں ہوئی؟

ج:- جی ہاں۔ کرفیو کی وجہ سے۔ جونہی کرفیو ختم ہوا اگلے روز پھر شروع ہو گئی۔

عدالت کی طرف سے

س:- آپ نے کہا کہ انسپکٹر جنرل پولیس نے عملی طور پر آپ کے کام سنبھالے ہوئے تھے۔ کیا آپ کا یہ تاثر تھا کہ آئی جی آزادانہ طور پر کام کر رہے تھے یا وہ بھی اپنی جگہ اعلیٰ حکام کی ہدایات پر عمل کر رہے تھے؟

ج:- میں نے اس سوال پر نہیں سوچا۔

س:- کیا ۵ کی صبح کو جو فیصلے ہوئے تھے کہ پولیس کو کس طرح عمل کرنا ہے وہ آپ کو آئی جی پولیس کی طرف سے تحریری ملا تھا؟

ج:- جی نہیں۔

س:- کیا وہ آپ کو پہنچائے بھی گئے تھے؟

ج:- میں ان فیصلوں کے متعلق زیادہ نہیں جانتا وہ مجھے نہیں پہنچائے گئے تھے۔

س:- ۵ مارچ کی شام کو دفعہ ۱۴۴ نافذ کرنے کا فیصلہ کس کی تجویز پر کیا گیا تھا؟

ج:- میں اس کے متعلق یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

س:- کیا ایسے واقعات میں آپ کا یہ فرض ہے کہ دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم کی تجویز کریں؟

ج:- عام طور پر ایس پی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو ایسا تجویز کرتے ہیں لیکن ایسے موقعے بھی ہوتے ہیں جب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو نظم و ضبط کا انچارج ہونے کی وجہ سے اس سوال پر بھی خود ہی غور کرنا پڑتا ہے۔

س:- ۵ تاریخ کی صبح کے فیصلوں کے بعد کیا فوج گشت کے لئے بھیجی گئی تھی جیسا کہ ساتھ پولیس کے دستے بھی تھے؟

ج:- ان کے ہمراہ سینئر پولیس [illegible] نہیں ہوتی تھی۔

س:- کیا پانچ کی صبح کے فیصلے کے مطابق فوج اور پولیس کے تعاون کرنے کے متعلق کوئی تجویز ہوئی تھی؟

ج:- جی نہیں۔

س:- کیا آپ اس کی وجہ بتا سکتے ہیں کہ اندرون شہر کو دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام سے مستثنیٰ کیوں قرار دیا گیا؟

ج:- اندرون شہر کو مستثنیٰ قرار دینے کا فیصلہ آئی جی پولیس نے کیا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ اندرون شہر میں ان احکام کا نفاذ ناممکن ہو گا۔

س:- کیا اس سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ ۵ مارچ کی شام کو فوجی حکام کا تاثر یہ نہیں تھا کہ اندرون شہر ان کے ہاتھوں سے باہر نکل چکا ہے۔ اور وہ نظم و ضبط کو اندرون شہر میں نافذ نہیں کر سکے؟

ج:- اندرون شہر کو مستثنیٰ قرار دینا آئی جی کا خیال تھا۔ اور انہوں نے صورت حال کی وضاحت کی۔

س:- کیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ان سے متفق تھے۔ کیا انہوں نے کسی رائے کا اظہار کیا؟

ج:- مجھے معلوم نہیں۔

س:- پانچ کی شام کو فائرنگ بند کرنے کے جو فیصلے کئے گئے تھے کیا پولیس نے مارشل لاء کے نفاذ تک کوئی شدید فائرنگ کی تھی؟

ج:- پولیس نے ۶ تاریخ کی صبح چھ فائرنگیں کی تھیں۔

س:- کیا آپ اس واقعہ کو یاد کر سکتے ہیں کہ کس پر فائرنگ ہوئی تھی؟

ج:- جی نہیں۔

س:- کیا ڈیلدار سفید پوش۔ آنریری مجسٹریٹ اور [illegible] کا انتظام

ختم کرنے کا اثر کس طریقہ پر عوام سے تعاون کرنے یا حکام کے اطلاعات کے ذرائع پر پڑا؟

ج:- جی ہاں۔

س:- فوجی تعاون کے بارے میں آپ کا تاثر کیا ہے؟ کیا آپ نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ وہ پولیس سے تعاون نہیں کر رہے۔ یا آپ کا تاثر اس سے الگ تھا؟

ج:- میرا تاثر یہ ہے کہ ہمیں فوج سے اس قسم کا تعاون میسر نہیں آیا جو انہوں نے ۱۹۴۷ء کے فسادات میں کیا تھا۔ اس زمانہ میں وہ دوسروں سے ذکر کئے بغیر اختیارات عمل میں لاتے رہے ہیں۔ (مکمل)

سید اعجاز حسین شاہ کا بیان (بقیہ صفحہ ۱)

س:- آپ نے کہا ہے کہ امن و قانون اور نظم و ضبط کو برقرار رکھنا گورنر، وزیر اعلیٰ، چیف سیکرٹری، انسپکٹر جنرل پولیس اور ڈی آئی جی کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ کیا یہ محض آپ کا تاثر ہے اس مفہوم کی کوئی ہدایات بھی ہیں؟

ج:- میرا تاثر ہے۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ وزیر اعلیٰ امن و قانون اور نظم و ضبط کے ذمہ دار ہیں۔ اسی طرح چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری، انسپکٹر جنرل پولیس اور کمشنر بھی اس کے ذمہ دار ہیں۔

(مولانا مینکش نے عدالت عالیہ کی اجازت سے)

س:- جب ۲۸ فروری اور یکم مارچ کو دہلی دروازے کے باہر عام جلسے ہوئے تھے۔ اس وقت مجلس عمل کے سیکرٹری اور صدر کو کراچی میں گرفتار کیا گیا تھا کیا مولانا داؤد غزنوی لاہور سے باہر تھے؟

ج:- یہ حقیقت ہے کہ سیکرٹری اور صدر کو کراچی میں گرفتار کیا گیا تھا۔ مولانا داؤد غزنوی [illegible] کے متعلق میں [illegible] نہیں کہہ سکتا۔ یہ کیسے کہتے ہیں کہ یہ دونوں جلسے مجلس عمل کے زیر اہتمام ہوئے تھے؟

ج:- کیونکہ مجلس عمل نے ہی یہ دونوں جلسے منظم کر دئے تھے۔

س:- ان جلسوں کو منظم کرنے والے مجلس عمل کون سے ارکان تھے؟

ج:- مجھے نہیں معلوم۔

س:- [illegible] گورنمنٹ ہاؤس کی جانب جا رہے تھے کیا انہوں نے نہیں کہا تھا کہ وہ حکومت کے سامنے اپنے مطالبات پیش کرنے جا رہے ہیں؟

ج:- جی نہیں۔

س:- وہ کیا کہہ رہے تھے؟

ج:- انہوں نے ختم نبوت کے حق میں نعرے لگائے۔

احرار نے پروپیگنڈہ کر کے عوام کے دلوں میں انتشار پیدا کر دیا تھا

میاں دولتانہ نے لکھا تھا کہ جہاں تک امن کے قیام کا تعلق ہے صوبائی حکومت کو مرکز سے ہدایات حاصل کرنیکی کوئی ضرورت نہیں

تحقیقاتی عدالت کے سامنے میاں ممتاز دولتانہ کے وکیل مسٹر یعقوب علیخاں کی بحث

لاہور ۹ رفروری۔ فسادات پنجاب کی تحقیقات کرنے والی عدالت کے سامنے پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ میاں ممتاز دولتانہ کے وکیل مسٹر یعقوب خاں نے اپنے دلائل کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے آج کہا کہ پنجاب کی مساجد میں جلسے منعقد کرنے پر دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت جو پابندی کی گئی تھی احراریوں نے اس کا پراپیگنڈہ شروع کر کے عوام کے دلوں میں انتشار پیدا کر دیا تھا حکام پنجاب کی ذمہ داریاں اس سلسلہ میں وزارت کی ذمہ داریوں سے جداگانہ اور ممتاز نہیں۔ وزارت کا کام صرف حکام کو مشورے دینا اور ان کی رہنمائی کرنا ہے۔ وکیل نے تفصیلی طور پر بتایا کہ سرکاری حکام نے وقتاً فوقتاً حکومت کو جو مشورے دیئے تھے۔ ان پر کہاں تک عمل کیا گیا۔ فائل کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اوکاڑہ کنونشن اور حادثہ سرگودھا کو ایک ہی فائل میں ایک دوسرے سے مربوط کیا گیا ہے۔ اس وقت ڈی آئی جی نے صرف اس کی رپورٹ بھیجی تھی اور انسپکٹر جنرل پولیس نے فائل پر لکھ دیا تھا کہ اس قسم کی رپورٹ بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور تجویز کیا کہ یہ فائل وزیر اعلیٰ مسٹر دولتانہ کو بھیجا جائے جو فیصلہ کریں گے کہ اس سلسلہ میں سیفٹی ایکٹ کے علاوہ اور کیا کارروائی کی جائے۔ یہ سوال لاء اینڈ آرڈر سے تعلق رکھتا ہے کہ احراریوں کی طاقت کس قدر ہے۔ اور وہ کہاں تک۔ اور کس طرح احمدیوں کے معاملہ میں حکومت کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ ڈی آئی جی نے یہ فائل سپرنٹنڈنٹ پولیس درجہ اول مسٹر خدابخش کو بھیجا جس نے اس پر تحریر کیا کہ احراریوں کے جلسے دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت ممنوع قرار دیئے جانے چاہئیں۔ اور بعض حالات میں سیفٹی ایکٹ بھی استعمال کیا جائے۔ مسٹر یعقوب علی نے مزید کہا کہ پولیس افسروں نے بھی یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اگر احراریوں کے خلاف کوئی قدم اٹھایا گیا۔ تو حکومت کے لئے ان کا مقابلہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے کہ مخالف جماعتیں اور بعض غیر ممالک۔ مثلاً افغانستان اس صورت حالات سے ناجائز فائدہ اٹھائے گا۔ مزید برآں ان افسروں نے سفارش کی تھی کہ مجلس احرار کو خلاف قانون جماعت قرار دیا جائے۔ ممتاز کارکنوں کو گرفتار کر لیا جائے اور اگر سیفٹی ایکٹ کا استعمال مناسب نہ سمجھا جائے تو ان کی نقل و حرکت پر پابندی لگا دی جائے۔ اور اگر مجلس احرار کو خلاف قانون قرار نہ دیا جائے۔ تو اس کے اجتماعات پر دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت پابندیاں لگا دی جائیں۔ پنجاب کے ڈی۔ آئی۔ جی، آئی۔ جی پولیس اور ہوم سیکرٹری کا خیال تھا کہ جب تک مرکزی حکومت احرار کے متعلق یکساں پالیسی منظور نہ کرلے مجلس احرار کو خلاف قانون جماعت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مسٹر یعقوب علی خاں نے مزید بتایا کہ انسپکٹر جنرل پولیس نے اپنے نوٹ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۵۱ء میں لکھا تھا کہ احراریوں کے لئے کوئی اشتباہ کا لگ[illegible] نہیں ہوگا اور اگر انہوں نے مناسب راہ عمل اختیار کرنے کا وعدہ کر بھی لیا تو کم از کم سید عطاء اللہ شاہ بخاری اپنی ضد سے باز نہیں آئیں گے۔ اسکے بعد اس نوٹ میں کوئی تعمیری بات درج نہیں اور دشنام طرازی پر زور دیا گیا ہے۔ نوٹ میں یہ بھی بتا دیا گیا ہے۔ کہ احراریوں کے خلاف اٹھائے ہوئے قدم کے نتائج پر غور کرنا سیاستدانوں کا کام ہے۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے ذاتی طور پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی گرفتاری کو قابل ترجیح قرار دیا لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی لکھا کہ مجلس احرار جو اپنی موت آپ مر رہی ہے اگر اسے خلاف قانون قرار دیا گیا۔ تو اسے دوبارہ زندگی حاصل ہو جائے گی۔ مسٹر یعقوب علی خاں نے بتایا کہ مسٹر دولتانہ نے احراریوں کے جلسہ اوکاڑہ پر پابندی عائد کر دی تھی۔ لیکن وہ کراچی گئے ہوئے تھے کہ اعلیٰ افسروں نے یہ جلسہ منعقد کرنیکی اجازت دیدی۔ وزیر اعلیٰ اور حکام بالا نے حکام ضلع کو ایک سخت مراسلہ بھیجا کا فیصلہ کیا تھا کہ جلسوں کے انعقاد کے سلسلہ میں اجازت دیتے وقت مختلف فرقوں میں کوئی امتیاز روا نہ رکھا جائے۔ اور اگر کوئی جماعت کسی اور جماعت کے جلسوں میں گڑبڑ پیدا کرنیکی کوشش کرے تو مناسب طاقت بھی استعمال کی جائے

حادثہ سرگودھا کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جہاں تک مضامین لکھنے کا تعلق ہے۔ افسران ضلع کو حیرت انگیز مہارت حاصل ہے۔ لیکن جب کوئی عملی قدم اٹھانے کا وقت آیا تو انہوں نے حواس باختگی کا ثبوت دیا۔ اس سلسلہ میں واضح پالیسی موجود ہوتے ہوئے بھی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ یہ معاملہ دوبارہ حکومت کے سامنے کیوں پیش کیا گیا تھا۔ احمدیوں کے اس جلسے کا ذکر کرتے ہوئے جو ۸ مارچ کو پولیس کی حفاظت اور امداد سے منعقد ہوا۔ اور جس میں چودھری ظفر اللہ خاں نے تقریر کی تھی وکیل نے واضح کیا۔ کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مرکزی حکومت کسی جماعت کے جلسوں کے انعقاد کے خلاف نہیں تھی۔ ایسی صورت میں جب احمدیوں کو کراچی میں جلسے کرنے کی اجازت تھی۔ تو پنجاب میں احراریوں کے جلسوں پر کس طرح پابندی عائد کی جا سکتی تھی۔

گوجرانوالہ میں احراریوں کے خلاف مقدمات واپس لئے جانے کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر یعقوب نے کہا۔ کہ احراریوں نے رہائی کے لئے درخواستیں پیش کی تھیں۔ اس کے علاوہ علماء نے فتویٰ دے دیا تھا۔ کہ اس مقدمہ میں استغاثہ کی مدد کرنے والے خارج از اسلام ہوں گے۔ مزید برآں یہ سوال بھی اٹھایا گیا تھا۔ کہ اس جلسہ میں ۵۰۰ افراد شریک ہوئے تھے جن میں سے صرف گیارہ کو گرفتار کیا گیا تھا۔ اور ان کی گرفتاری کے خلاف عوام میں اس قدر ناراضگی پھیلی ہوئی تھی۔ کہ حکام کو ان کے خلاف مجبوراً جیل میں مقدمہ چلانا پڑا۔ چنانچہ حکام نے ۵ افراد کے خلاف مقدمہ واپس لے لیا۔ اور تمام معاملہ انسپکٹر جنرل پولیس کے حوالہ کر دیا۔ مسٹر یعقوب علی خاں نے پنجاب کے ہوم سیکرٹری کے نوٹ مورخہ ۴ رجولائی کا حوالہ دیا۔ جس میں یہ رائے ظاہر کی گئی تھی۔ کہ پنجاب میں امن برقرار رکھنے کے لئے مرکزی حکومت کی پالیسی کا اعلان ضروری ہے کم از کم چودھری ظفر اللہ خاں پر اظہار اعتماد کا اعلان کرنے میں تو مرکزی حکومت کو متامل نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے جواب میں میاں ممتاز دولتانہ نے لکھا تھا۔ کہ جہاں تک قیام امن کا تعلق ہے۔ حکومت پنجاب کو مرکز سے ہدایات حاصل کرنیکی ضرورت نہیں۔ لیکن جہاں تک احمدیوں کے خلاف تحریک کا تعلق ہے۔ وہ مرکز سے مشورہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ صوبائی حکومت کو مذہبی اختلافات یا کسی جماعت کی سیاسی حیثیت سے کوئی سروکار نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسٹر دولتانہ کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

انہوں نے مزید کہا۔ کہ انسپکٹر جنرل پولیس کے مشورہ سے جلسوں پر دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت عائد شدہ پابندی اٹھا لینے قیدی لیڈروں کی رہائی اور دائر شدہ مقدمات واپس لینے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ (باقی)

کینیڈا کے وزیر اعظم پشاور کا دورہ کریں گے

پشاور ۱۱ رفروری۔ کینیڈا کے وزیر اعظم مسٹر لوئی سینٹ لارینٹ ایک روز کے لئے ۱۹ فروری کو پشاور آئیں گے۔ آپ گورنر سرحد کے مہمان ہوں گے۔ درہ خیبر وارسک ہیڈرو الیکٹرک پراجکٹ وغیرہ کا دورہ کریں گے۔

(بقیہ لیڈر صفحہ ۲)

ہمارے سامنے اسلام کا پیش کردہ مقصد ہے۔ تو ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ ہم مغرب کی ترقیوں کی مذمت کریں۔ بلکہ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اپنے حقیقی مقصد کو سامنے رکھیں۔ اور نہ صرف اپنی زندگی کو بہشتی بنائیں۔ بلکہ مغرب کو بھی اس کی چاشنی سے آشنا کریں۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی حالتوں کو الگ الگ کر کے پہلے ایک کی تکمیل کرلیں۔ تو پھر دوسری طرف رجوع کریں بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ جب بھی ہم اس مقصد کی طرف پہل قدم اٹھائیں گے۔ خاطرخواہ نتائج کے لئے اس مقصد کے دونوں پہلوؤں کا ساتھ ساتھ آگے بڑھنا لازمی ہے

آج خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو یہ توفیق حاصل ہوئی ہے۔ کہ وہ مغربی مادیت کے تہ خانوں میں گھس کر اسلام کے صحیح چہرے کو دکھلانے اور بجائے مغربی مادی ترقیات کی مذمت کرنے کے انہیں مسلمان بنانے کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ اور ان کے سامنے انسانی زندگی کے حقیقی مقصد کو جس کی نشاندہی اور جس کے حصول کے لئے قرآن کریم نے راہ نمائی فرمائی ہے پیش کر کے ان کے دلوں میں [illegible] دیتی تو توں کو ابھار رہی ہے۔ جو ان کے دلوں میں مردہ ہو چکی ہیں۔ اور اس طرح شہادت حق کا فریضہ ادا کر رہی ہے جس کا [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] فرمایا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین